بسم اللہ الرحمن الرحیم

دو منزلہ مسجد میں بیک وقت دو جماعتیں کروانے کا شرعی حکم

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ مسجد دو منزلہ ہے تو کیا مسجد کے نیچے اور اوپر الگ الگ امام کھڑے کر سکتے ہیں، ایک ہی وقت میں، یعنی ایک وقت میں ایک مسجد میں دو امام الگ الگ جماعت کروائیں؟

جواب

کسی مسجد میں ایک وقت میں ایک ہی فرض نماز کے لیے بلاوجہ شرعی، قصدا، دو الگ الگ جماعتیں کروانا، جائز نہیں۔ اس طرح دو جماعتیں کروانا مسلمانوں کے درمیان تفریق کرنا ہے، اور تفریقِ جماعت اللہ پاک کو سخت ناپسند ہے۔ اتحادِ جماعت کی کس قدر اہمیت ہے، اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ انتہائی درجے کی ضرورت میں، یعنی جب مسلمانوں کے لشکر اور کفار کے لشکر میں صف آرائی ہو چکی ہو، مورچہ بندی ہو چکی ہو اور نماز کا وقت آ جائے، اس وقت بھی نمازِ خوف کی وہ صورت قرآنِ مجید میں تعلیم فرمائی گئی، جس سے جماعت میں تفریق نہ ہو، اور ایک ہی امام کے پیچھے نماز ادا کی جائے، ورنہ ممکن تھا کہ آدھے لوگ دشمن کے مقابلے میں رہیں، اور آدھے اپنی جماعت سے نماز ادا کر لیں، پھر یہ آدھے مقابلے کے لیے چلے جائیں، اور وہ آ کر اپنی نماز پڑھ لیں، لیکن ایسا حکم نہیں فرمایا گیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اتحادِ جماعت کی عند اللہ ایسی سخت اہمیت ہے کہ اس کے لیے عین نماز میں زیادہ چلنے کی بھی اجازت دی گئی، جو کہ مفسدِ نماز (نماز توڑ دینے والا عمل) ہے۔

بہر حال! امام معین میں کوئی شرعی خرابی نہ ہو، تو اس کو چھوڑ کر دوسری جماعت کروانے والے لوگوں پر تفریق بین المسلمین (مسلمانوں کے درمیان تفرقہ ڈالنے) کا جرم عائد ہو گا، اور اگر اس تفریقِ جماعت کی وجہ دنیاوی بغض وعداوت ہو تو حکم اور بھی سخت ہو گا۔ ان پر لازم ہے کہ اس طرح کی حرکت کرنے سے باز آئیں۔ البتہ! اگر امامِ معین میں کوئی شرعی خرابی ہو تو ایسی صورت میں اپنی طرف سے کوئی قدم اٹھانے سے پہلے کسی قریبی دارالافتاء اہلسنت میں یا معتمد سنی مفتی صاحب کے پاس جا کر یا فون پر رابطہ کر کے شرعی رہنمائی حاصل کی جائے اور وہ جس طرح فرمائیں، آگے اسی طرح کیا جائے۔

فتاوی رضویہ میں ہے "ایک مسجد میں ایک فرض کی دو جماعتیں ایک ساتھ قصدا کرنا بلاوجہ شرعی ناجائز و ممنوع ہے۔" (فتاوی رضویہ، جلد 7، ص 198، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

فتاوی رضویہ میں ہے "اس دوسری جماعت کی شناعت میں کوئی شبہہ نہیں اور فاعل اس کا عوض ثواب کے مستوجب طعن وملام ہوا خصوصًا جبکہ وہ اس تفریق کا سبب کسی بغض دنیاوی کے جو اسے امام اول سے تھا مرتکب ہوا یا بوجہ اپنے فاسد العقیدہ ہونے کے عنادًا

امام اول کو بدمذہب و بتدع ٹھہرا کر اس کی اقتدا سے استنکاف کیا کہ ان صورتوں میں تشنیع اس پر اشد و اکد ہے ۔" (فتاوی رضویہ، جلد 7، ص 129، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

تفریقِ جماعت اللہ تعالیٰ کو نہایت ناپسند ہے، جیسا کہ امام اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ "فتاویٰ رضویہ" میں لکھتے ہیں : "تفریق جماعتِ حاضرین حضرت حق سبحٰنہ وتعالیٰ کو نہایت ناپسند ہے حتی کہ انتہا درجہ کی ضرورت میں یعنی جب عساکر مسلمین ولشکر کفار میں صف آرائی ہو مورچہ بندی کر چکے ہوں اور وقت نماز آ جائے اس وقت بھی نمازِ خوف کی وہ صورت قرآن مجید میں تعلیم فرمائی جس سے تفریق جماعت نہ ہونے پائے اور ایک ہی امام کے پیچھے نماز ہو ورنہ ممکن تھا کہ نصف بر سر معرکہ رہیں اور نصف باقی اپنی جماعت کر لیں پھر یہ نصف مقابلہ پر چلے جائیں اور وہ آکر اپنی نماز پڑھ لیں اتحادِ جماعت کی عند اللہ ایسی ہی تو کچھ سخت ضرورت ہے جس کے لئے عین نماز میں مشی کثیر جو مفسد صلوٰۃ ہے روا رکھی گئی ۔ علاوہ بریں صدہا آیات واحادیث اس فعل کی مذمت پر دال ہیں اور حکمت ایک جماعت کی مشروعیت کہ ایتلاف مسلمین ہے کہ نہایت محبوب الٰہی ہے یہ فعل بالکلیہ اس کے مناقض ہے کما لا یخفی (جیسا کہ مخفی نہیں ۔ ت) جس زمانے میں نظم خلافت حقہ گسیختہ اور بنائے امامت راشدہ از ہم ریختہ ہو گئی تھی اور سلطنت فساق وفجار بلکہ بدمذہبان فاسد العقیدہ کو پہنچی تھی وہ لوگ امامت کرتے اور صحابہ وتابعین وکافہ مسلمین بمجبوری ان کے پیچھے نماز پڑھتے اس وقت بھی ان اکابر دین نے تفریق جماعت گوارا نہ کی ۔" (فتاوی رضویہ، جلد 7، ص 129، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

فتاوی فیض الرسول میں اسی طرح کے ایک سوال کے جواب میں مذکور ہے "عیدگاہ مذکور کے امام معین میں جبکہ شرعی قباحت نہ ہو تو اس عیدگاہ میں دو مختلف جماعتیں جائز نہیں جماعت اسی امام معین کی درست ہے ۔ فریق ثانی پر تفریق بین المسلمین کا جرم عائد ہے ۔"

(فتاوی فیض الرسول، جلد 1، صفحہ 337، شبیر برادرز، لاہور)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب : مفتی محمد حسان عطاری مدنی

فتوی نمبر : WAT-5522

تاریخ اجراء : 08 جمادی الاولیٰ 1448ھ / 20 اکتوبر 2026ء